# فرشتہ صفت خاتون

اس کتاب میں اخلاق حسنہ کی اہمیت،عورت کا مقام ونیک صفات،والدہ محترمہ کی زندگی پر ایک نظراوران کی بعض امتیازی خصوصیات اورمربی کے لئے بعض ہدایات کو بہت ہی سہل اور جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔


تالیف

## مولانا محمد ضیاء الحق جامعی ندوی بھٹکلی

(سابق امام حمزہ جمعہ مسجد بھٹکل)



شائع کردہ

## فلاح دارین ایسوسی ایشن بھٹکل





نام کتاب : فرشتہ صفت خاتون

مصنف : مولانا محمد ضیاء الحق ندوی جامعی بھٹکلی

کمپوزنگ : قاسمی کمپیوٹر سلمان آباد بھٹکل

طبع اول : ۲۳محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۷نومبر ۱۲۱۳ء

ملنے کا پتہ

فلاح دارین ایسوسی ایشن حمزہ نگر جالی روڈ بھٹکل

# فہرست مضامین





# انتساب

بنام

## محترم محی الدین بن ابوبکر فقیہ احمدا (عرف جاکٹی حاجی باپا) مرحوم

مرحوم مرحومہ سے نہایت محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے،اور ان کا عزت واکرام بھی فرماتے تھے،ان کی ہر طرح سے راحت وآرام کا خیال بھی ر کھتے تھے۔اللہ تعالی ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔آمین

و

## محترمہ جمیلہ بنت حاجی احمد کوبٹے (زوجہ محی الدین حاجی باپا فقیہ احمدا)

محترمہ بھی نہایت ہی اکرام ومحبت کا معاملہ فرماتی ،اور ان کی صفات عالیہ کی بہت تعریف کرتی ہے،اللہ تعالی ان کو بھی اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔اور ان کی عمر کو دراز کرے۔آمین

# عرض مؤلف

ایمان وتقوی کے بعد سب سے بڑی دولت والدین کی دولت ہے۔والدین ایک ایسی نعمت ہے دنیا کی کوئی بھی چیز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی، ہر چیز مل سکتی ہے اور خریدی جاسکتی ہے، لیکن والدین کی نعمت ایسی چیز ہے کہ نہ وہ مل سکتی ہے نہ خریدی جاسکتی ہے۔اللہ تعالی نے اپنی فرمابرداری کے بعد والدین کی فرمابرداری کرنے کا حکم دیا ہے، اور جابجا اپنے بعد اس کا تذکرہ کیا ہے، اور اپنے بعد اس کو فوقیت دی اور اپنی اطاعت کے بعد اس کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے، اور تقاضہ بھی یہ تھا کہ انھوں نے ہمارے خاطر اتنی محنت کی اور ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کیا، اس لئے حکم دیا کہ ان کو کسی معاملہ میں اف بھی مت کہنا، اور انتہائی درجہ کا عزت واحترام کرنے کا معاملہ کرنے کا حکم فرمایا، پھر دونوں میں جس نے اس کے خاطر اپنی جسمانی تکلیف کو بھی برداشت کیا، رات دن اس کے لئے ایک کیا اس کی راحت کی ہر طرح کی فکر کی اور اس کو نو مہینے تک اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کی تکلیفوں کو برداشت کیا تو لازمی ہے اس کا مرتبہ بڑا ہوگا، اس لئے باپ کے مقابلہ میں ماں کا درجہ بڑا قرار دیا، اور ماں کے اندر رحم کے مادہ کو بھی باپ کے مقابلہ میں زیادہ رکھا، اسی لئے بچے کو اگر ذرا



برابر تکلف پہنچتی ہے تو سب سے پہلے ماں بلبلا اٹھتی ہے، وہ بے چین ہوتی ہے بہ نسبت باپ کے اور باپ کے اندر جلال کے مادہ کو زیادہ رکھا بہ نسبت ماں کے، اسی جلال کی وجہ سے بچہ باپ کو ڈرتا ہے بہ نسبت ماں کے، ماں کا بڑا حق ہے، اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر احسان ہے کہ وہ ہمیں والدین کی نعمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع نصیب فرمایا، کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے والدین بچپن ہی میں انتقال کر گئے، یہ بھی اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے، لیکن میری والدہ محترمہ کو اللہ تعالی نے نوجوانی کی حالت ہی میں بہت جلد بلایا، اس کی کیا حکمت ہے وہ اسی کو معلوم ہے، بس ہم کو اس کی مشیت کے سامنے کچھ نہیں کہنا ہے، بس ہم راضی ہے، یہی ایمان کا تقاضہ ہے، ہوسکتا ہے ہم نے اس فرشتہ صفت اور جامع الصفات خاتون کی صحیح قدر و قیمت نہیں کی اور اس کا حق ادا نہیں کیا یا اس کی ہم نے ناقدری اور نافرمانی کی اس لئے اس نعمت عظمی کو ہم سے چھین لیا، اللہ تعالی مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور اپنی خصوصی رضا وخوشنودی سے نوازے۔آمین

اللہ تعالی نے جب ہمیں اس نعمت سے نوازا تھا تو نہ ہم نے اس کی قدر کی نہ ان کی مبارک شخصیت کو پہچانا، اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب مرحومہ کا

انتقال ہوا تو ہر شخص اس کے اعلی اخلاق اور اعلی صفات کا تذکرہ کرتا اور ہر آدمی کی زبان پر تعریفی کلمات کا ذکر رہتا، ہر ملنے والا اس کی صفات کا تذکرہ کرتا تو میرے دل میں بھی داعیہ پیدا ہوا کہ ضرور میری والدہ محترمہ کے متعلق کچھ ان کی امتیازی صفات کو قلمبند کر کے افادہ عام کے خاطر شائع کریں تا کہ دوسروں کے لئے بھی یہ نمونہ ہو گی اسی جذبہ کے خاطر لکھنا شروع کیا اللہ تعالی کا فضل و کرم شامل حال رہا یہ کام بحسن خوبی پائے تکمیل تک پہنچا، یہ سب اسی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے، اللہ تعالی میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔آمین

میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں اللہ تعالی نے میری ہر طرح سے مدد فرمائی، جس جس طریقے سے مواد کو ذہن میں ڈالا میرے گمان میں بھی نہیں تھا، یہ سب اسی کا فضل ہے۔اس کے بعد میں ان لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس سلسلہ میں میرا تعاون کیا، اللہ تعالی انھیں بھی بہتر بدلہ عطا فرمائے۔آمین

محمد ضیاء الحق جامعی ندوی

یکم/اکتوبر ۲۰۱۲ھ ہجری



# اخلاق حسنہ

اس میں شک نہیں کہ دنیا کے سارے مذہبوں کی بنیاد اخلاق ہی پر ہے۔ چنانچہ اس عرصہ ہستی میں جس قدر پیغمبر اور مصلح آئے، سب کی تعلیم یہی رہی کہ سچ بولنا، اور جھوٹ بولنا برا ہے، انصاف اور بھلائی کا معاملہ کرنا، اور ظلم برائی ہے، خیرات نیکی ہے، اور چوری بدی ہے، لیکن مذہب کے دوسرے باب کی طرح اس باب میں بھی محمد ﷺ کی بعثت کی تکمیل اسی پر رکھی ہے خود آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (مئوطا مالک حسن اخلاق) میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ نے بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع کیا ابھی آپ مکہ ہی میں تھے کہ حضرت ابوذرؓ نے اپنے بھائی کو اس نئے پیغمبر کے حالات اور تعلیمات کی تحقیق کے لئے بھیجا، انہوں نے واپس آکر اس کے متعلق اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی، وہ قابل غور ہیں، وہ یہ ہیں:۔

رایت بمکارم الاخلاق۔ میں نے اسکو دیکھا وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے۔

اس سے اندازہ ہوگا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی اخلاق حسنہ کی کس قدر اہمیت اور آدمی کی شرافت اور اچھائی کا کیا اعتبار تھا اس سے معلوم ہو جا تا ہے۔عبادات سے زیادہ آدمی کے پرکھنے کا معیار اسی جاہلیت کے زمانہ میں بھی اچھے اخلاق تھے۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ حبشہ کا ہے کہ حبشہ کی ہجرت کے زمانہ میں بھی نجاشی نے جب مسلمانوں کو بلوا کر اسلام لانے کی نسبت تحقیقات کی، اس وقت حضرت جعفر طیارؓ نے جو تقریر کی اس سے بھی اندازہ ہوگا کہ اخلاق حسنہ کی نہ ہونے اور برے اخلاق اور حیوانیت کی برائی کی۔اسکی چند فقرے یہ ہیں۔

”اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، زبردست، زیردستوں کو کھا جاتے تھے، اس اثنا میں ایک شخص ہم میں پیدا ہوا، اس نے ہم کو سکھایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، خون ریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، ہمسایوں کو آرام دیں، عفیف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں،، (سیرت النبی ﷺ)

اسی طرح قیصر روم کے دربار میں ابوسفیان نے جو ابھی تک کافر تھے،



آنحضرت ﷺ کی اصلاحی دعوت کا جو مختصر خاکہ کھینچا اس میں یہ تسلیم کیا کہ وہ خدا کی توحید اور عبادت کے ساتھ لوگوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ ”وہ پاکدامنی اختیار کریں، سچ بولیں، اور قرابت کا حق ادا کریں“۔بخاری

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ کی شریعت میں اخلاق کا مرتبہ بہت ہی اونچا ہے۔بلکہ اخلاق کی اہمیت کو عبادات سے بھی بڑھا دیا ہے، اخلاق، حقوق العباد، یعنی باہم انسانوں کے معاملات اور تعلقات کا نام ہے۔اور عبادات حقوق اللہ یعنی خدا کے فرائض ہیں۔اللہ تعالی نے جو ارحم الراحمین ہیں اور جس کی حکمت کا دروازہ کسی نیک و بد پر بند نہیں ہے، شرک و کفر کے سوا ہر گناہ کو اپنے ارادہ اور مشیت کے مطابق معافی کے قابل قرار دیا۔مگر حقوق العباد باہم انسانوں کے اخلاقی فرائض کی کوتاہی اور تقصیر کی معافی خدا نے اپنے ہاتھ میں نہیں بلکہ بندوں کے حق میں رکھی، جن کے حق میں ظلم و تعدی ہوئی ہے۔اور ظاہر ہے ان سے اس رحم و کرم کی توقع نہیں ہوسکتی جو اس ارحم الراحمین کی بے نیاز ذات سے ہوسکتی ہے۔جو سیکڑوں ماؤں سے رحیم ذات ہے۔اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”جس بھائی نے دوسرے پر کوئی ظلم کیا ہو تو اس (ظالم بھائی) کو چاہئے کہ اسی دنیا میں وہ اس (مظلوم بھائی) سے معاف کرالے،

ورنہ تاوان ادا کرنے کے لئے کسی کے پاس کوئی درہم و دینار نہ ہوگا۔ صرف اعمال ہوں گے، ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی، اور نیکیاں نہ ہو گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی۔ بخاری

## اسلام کے ارکان پنجگانہ اور اخلاق

بعض ان حدیثوں کی بنا پر جن میں اسلام کی عمارت کو ایمان کے بعد نماز ،روزہ، حج، اور زکوۃ کے چار ستونوں پر قائم بتایا گیا ہے، بظاہر یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ اسلام کی عمارت میں اخلاق حسنہ کو کوئی جگہ ہی نہیں دی گئی ہے۔ اور بے سمجھ واعظوں کی غلط بیانی سے اس غلط فہمی میں اور اضافہ ہوگیا ہے حالانکہ جیسا کہ عبادات کے شروع میں ہم بتا چکے ہیں کہ دوسرے اہم مقاصد کے علاوہ ان عبادات سے ایک مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت اور تکمیل ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ ہر جگہ نمایاں طریقہ سے واضح کردیا ہے۔ چنانچہ نماز کا ایک فائدہ اس نے یہ بتایا ہے کہ وہ بری باتوں سے باز رکھتی ہے، روزہ کی نسبت بتایا ہے کہ وہ تقوی کی تعلیم دیتا ہے، زکوۃ سر تا پا انسانی ہمدردی اور غم خواری کا سبق ہے اور حج بھی مختلف طریقوں سے ہماری اخلاقی اصلاح و ترقی کا ذریعہ اور اپنی اور دوسروں کی امداد کا وسیلہ ہے۔



اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے ان چاروں ارکان کے نام الگ الگ جو کچھ ہوں مگر ان کے بنیادی مقاصد میں اخلاقی تعلیم کا راز مضمر ہے اگر ان عبادات سے یہ روحانی اور اخلاقی ثمرہ ظاہر نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ احکام الہی کی محض لفظی تعمیل اور عبادت کے جوہر و معنی سے یکسیر خالی اور معرا ہیں، وہ درخت ہیں جن میں پھل نہیں، وہ قالب ہیں جن میں روح نہیں۔ قرآن پاک اور تعلیم نبوی کے جو ارشادات اس باب میں ہیں، حضرات صو فیہ نے اپنی تالیفات میں انکی پوری تشریح کر دی ہے۔ (سیرت النبی ﷺ: ج،٦)

## اخلاق حسنہ کا درجہ اسلام میں

اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے، وہ اس سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نماز میں جو دعا مانگتے تھے اسکا ایک فقرہ یہ بھی ہوتا تھا۔

اور اے میرے خدا! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کا راہنما کر تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے اور ان کو کوئی نہیں پھیر سکتا، لیکن تو۔ (مسلم باب الدعا فی الصلوۃ)

غرض ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ پیغمبر اپنے تقرب اور

استجابت کے بہترین موقع پر بارگاہ الہی سے جو چیز مانگتا ہے وہ حسن اخلاق ہے۔

ایمان سے بڑھ کر اسلام میں کوئی چیز نہیں لیکن اس کی تکمیل بھی اخلاق ہی سے ممکن ہے، فرمایا۔

**اکمل المو منین ایمانا احسنھم اخلاقا۔**

مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔
(سیرت النبی ﷺ)

الغرض اخلاق حسنہ کا اسلام بلکہ تمام آسمانی و باطل مذاہب میں بھی بڑا مقام حاصل ہے۔ اخلاق حسنہ ہی آدمی کے پرکھنے کا معیار ہے۔ یہی شرافت کا معیار ہے۔ اسی سے آدمی کا مرتبہ بڑھتا ہے۔ حسن خلق خدا کی محبت کا ذریعہ ہے۔ اس سے زیاد کوئی چیز بھاری ترازو میں نہیں ہے۔ اور ہی رسول کی محبت کا بھی ذریعہ ہے۔ اخلاق حسنہ صفات الہی کا سایہ ہے۔ اس کی صفات کاملہ کے ادنی ترین مظاہرہ ہیں۔ انسان میں جتنے اچھے اخلاق اور اعلی صفات ہوں گے اتنا آدمی بلند اور بڑا ہوگا۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے نزدیک اس کا بڑا مقام ہوگا۔ اس لئے انسان اچھے اخلاق اور اعلی صفات کا نام ہے۔ انسان



ظاہری جسم کا نام نہیں ہے۔ ظاہری جسم کا نام حیوان ہے۔ اچھے اخلاق سے ہی انسان بنتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ کا بنیادی مقصد ہی انسان کو انسان بنانا اور اس کے اندر اچھے صفات پیدا کرانا تھا۔ آج کے دور میں اچھے اخلاق اور اچھے صفات پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ تعلیم کی کمی نہیں ہے بلکہ تعلیم کی زیادتی ہے، ترقی کی انتہا تک انسان پہنچ چکا ہے، آرام وراحت کی تمام چیزوں کو حاصل کر چکا ہے، لیکن کمی صرف اچھے اخلاق کی ہے۔ دن بدن اخلاق خراب ہوتے جارہے ہیں، شرافت اور عزت کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اس لئے اس دور میں ضرورت ہے صرف اخلاق حسنہ کی، اچھے کردار کی۔ اللہ تعالی ہم کو اپنے اندر اچھے صفات اور اوصاف پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## اسلام میں عورت کا مقام

تاریخ کے مختلف اور بھیانک مراحل سے گذرنے کے بعد چھٹی صدی عیسوی میں عورت اسی ذلت وخواری، اسی آہ وزاری اور اسی بے یاری ومدگاری کے المناک دوراہے پر کھڑی تھی، جہاں صدیوں پہلے اسے کبھی تہذیب یونان وروم نے پہنچایا تھا، اس کا کرب انتہا کو پہنچ چکا تھا اور بہ ظاہر کوئی بھی اس کا مونس ویاور نہ تھا۔

بالآخر لطیف کے درد کی کسک اور اس کی پیہم سسکیوں نے رحمت خداوندی میں جولانی پیدا کی اور پھر اللہ تبارک وتعالی نے حراء کی پہاڑی سے جہاں آپ ﷺ کو بنی نوع انسان کے لئے بالعموم بنسخہ کیمیا اثر دے کر مبعوث فرمایا، وہیں آپ ﷺ کی بعثت صدیوں سے دبی کچلی صنف عورت کے لئے بھی سراپا لطف ورحمت ثابت ہوئی، آپ ﷺ نے خدائی تعلیمات اور شبانہ روز کے اعمال کے ذریعہ عورت کی حیثیت اوراس کی قدر ومنزلت کو واشگاف کر دیا، لوگوں کے قلوب پر اس کی کرامت وشرافت کا نقش بٹھایا اور تا ابد کے لئے عورت کو مقام ومرتبہ کی اس معراج تک پہنچا دیا کہ اس سے بلند مرتبہ بشری تصورات سے باہر ہے۔

اب ہم قدرے غائرانہ نظر سے دیکھیں کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام و مرتبہ عطا کیا ہے اور بہ چشم خویش وحقیقت بیں مشاہدہ کریں کہ اسلام نے بلکہ صرف اسلام نے صنف لطیف کو کس طرح ثری سے ثریا تک پہنچانے کا عظیم القدر کارنامہ انجام دیا ہے۔

## اسلام میں ماں کا مقام

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ اللہ تبارک تعالی نے دنیا بنائی اوراس ویرانہ



آبادنما میں رونق، دیدہ زیبی اور دل فریبی پیدا کرنے کی غرض سے ماں کے مقدس وجود کو بخشا، یہی وجہ ہے کے ماں کے اندر پاکیزگی اور تخلیقیت کا لافانی ذخیرہ مخفی ہے، ماں سے بہتر اور برتر دنیا میں کوئی ذات نہیں ہے، ماں ایک ایسا لفظ ہے جو کام ودہن کو لذت بخشا اور کانوں میں شہد گھولتا ہے، ماں کی پیشانی میں نور، آنکھوں میں سرور، باتوں میں بے لوث محبت، دل میں نا پید کنار دریائے رحمت، ہاتھوں میں بے پناہ شفقت، پیروں میں بے بہا نعمت جنت اور ماں کی آغوش میں بے پایاں راحت وسکون ہے، ماں کا ذکر آتے ہی ہر انسان کے دل میں، بلکہ اس کی رگ رگ میں ایک لطیف احساس ابھر آتا ہے، وہ عمر کے کسی بھی مرحلہ میں ہو، ماں کے لمس اور اس کی گود کے گرم احساس کو کبھی نہیں بھول پاتا، انسان پر جب بھی کوئی آفت ٹوٹ پڑتی ہے، کوئی دکھ پریشانی اور تکلیف پہنچتی ہے تو خدائے لایزال کے بعد اسے اس دنیائے دوں میں اگر کوئی غم خوار نظر آتا ہے، تو وہ صرف ماں کی ذات اقدس ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

شدت حالات نے جب جب بھی ٹھکرایا مجھے
صرف ماں تھی جس نے بڑھ کر لے لیا آغوش میں

ماں کی عظمت و رفعت افلاک کی وسعتوں سے پرے ہے، ماں کے قدموں کی دھول میں شفقت کے پھول اگتے ہیں، ماں ایسی دھوپ ہے جہاں صدق وصفا کے موتی چمکتے ہیں، ماں ایسی روشنی ہے جس میں ممتا اور محبت کی کلیاں خنداں نظر آتی ہیں، ماں ایک ایسا نور ہے جس میں تپش نہیں ہوتی، ماں ایک تابندہ ستارہ ہے جو زندگی کی تاریکیوں میں روشنی بکھیرتا ہے، ماں ایک ایسا دیپ ہے جس کی تابش کے آگے زہرہ ومریخ اور کہکشاں کی روشنی بھی ہیچ ہے، ماں کی نظر کرم ولطف وعنایت ابر رحمت کا خوش گوار سایہ ہے، ماں کا دل سمندر سے بھی زیادہ عمیق ہے، جہاں ہر رنج وغم چھپ جاتے ہیں، ماں ایسی راگ ہے جس کی لے اور لوری زندگی میں لگنے والے بڑے بڑے زخم کی ٹیس اور چھبن کو چن لیتی ہے، ماں ایسا چمن زار ہے جس کے گلوں پر کبھی پژمردگی نہیں آتی، ماں ایک ایسی خوشبو ہے جس کے وجود سے پوری کائنات معطر ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ماں دنیا والوں کے لئے قدرت کا عظیم ترین تحفہ اور خداوندی کا انعام ہے۔

اسلام نے بھی اول دن سے ہی دنیا کی اس مقدس ترین ہستی کی عظمت ،قداست، کرامت، حرمت اور اس کے جذبے کی صداقت کا بھرپور احساس



اور لحاظ کیا اور ماں کو وہ مرتبہ بلند و بالا بخشا کہ اس کے زیر قدم جنت بسادی ،اس عظیم ہستی کے احترام وتکریم کو اس کی اولاد پر واجب قرار دیا اور اپنے تابعداروں کو یہ ہدایت دی کہ خدا اور رسول ﷺ کے بعد عزت اور احترام کی سب سے زیادہ حق دار ماں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اُمک'' قال: ''ثم من؟'' قال: ''اُمک'' قال: ''ثم من؟'' قال: ''اُبوک''۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث پاک سے بہ وضاحت وصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے حسن برتاؤ اور حسن اخلاق کی سب سے زیادہ حق دار اس کی ماں ہے اور ماں کا حق اولاد پر باپ سے تین گنا بڑھا ہوا ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں بھی جہاں خدائے واحد کی پرستش اور عبادت کی جگہ جگہ تلقین کی ہے اور ساتھ ہی والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا ہے، وہیں متعدد مقامات پر ماں کے زمانہ حمل، ولادت اور رضاعت کی جاں گسل تکلیفوں کو بھی ذکر کر کے اس کے مرتبے کے سوا ہونے اور اس کے حق تعظیم وتکریم کے

فزوں تر ہونے پر واضح اشارہ دیا ہے۔

حضرت معاویہ بن جاہمہؓ سے روایت ہے کہ: ''میرے والد جاہمہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ''میرا جہاد میں جانے کا ارادہ ہے اور اس سلسلہ میں آپ کے پاس مشورے کو حاضر ہوا ہوں'' آپ نے ان سے دریافت فرمایا: ''ھل لک من أم؟'' ''قال نعم'' قال: فألزمھا؛ فان الجنۃ تحت رجلیھا''۔ (نسائی)

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تمہاری ماں حیات ہے؟'' انھوں نے جواب دیا ''ہاں'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انھیں کی خدمت گزاری میں لگے رہو؛ کیوں کہ ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے''۔

اسی طرح ماں کی نافرمانی پر بھی سخت وعید سنائی گئی ہے اور اس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان اللہ حرم علیکم عقوق الأمھات'' (بخاری، مسلم)

اللہ تبارک وتعالی نے تمہارے اوپر ماؤں کے عقوق (یعنی ان کی عدم بجاوری) کو حرام قرار دیا ہے۔



# نیک عورت نعمت عظمی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ'' (مسلم)

دنیا کی حیثیت ایک سامان کی سی ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔

احادیث مبارکہ میں نیک عورتوں کی متعدد علامتیں بیان کی گئی ہیں، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نیک عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی آخرت پر (یعنی اعمال آخرت پر) معاون ہو، بعض میں آیا ہے کہ بہترین عورت وہ ہے جو اپنی ذات اور شوہر کے اموال میں کسی گناہ کی جو یا نہ ہو اور کسی خیانت کا ارتکاب نہ کرے، ایک اور حدیث میں نیک عورت کی یہ علامتیں بتلائی گئی ہیں کہ: جب شوہر کوئی حکم دے (شرعی دائرے میں رہ کر) تو بیوی اس کی اطاعت کرے، جب شوہر اسے دیکھے تو اسے قلبی سرور حاصل ہو، جب شوہر کسی بات پر قسم کھالے، تو بیوی اسے پوری کردے اور جب شوہر گھر سے غائب ہو تو بیوی اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت سے محترز رہے۔ (الترغیب والترہیب)

الحمدللہ والدہ محترمہ میں ان تمام مذکورہ علامات اور خصوصیات موجود تھی جوایک صالح اورنیک صفت عورت میں ہونی چاہئے۔

## میری والدہ محترمہ

یہ امت خدا ترس،خودی شعاری، پرہیز گار اور خدا شناس،متواضع وخاکسار،اخلاص کے پیکر، بلندکردار، پاک صفات، بندوں سے کبھی خالی نہ رہی اورتا قیام قیامت تک ان نفوس قدسیہ کے وجود سے بہرہ وررہے گی۔متقدمین کی زندگیاں صلاح وتقوی، زہدوورع،عبادت وریاضت اورشب بیداری وتہجد گزاری کے واقعات سے لبریز رہی ہے۔ان کے یہاں احتیاط کا عالم یہ تھا کہ محرمات ومنہیات تو دورمشتبہات کی آلودگی سے بھی اپنا دامن بچانا ضروری سمجھتے تھے۔خلاق عالم کے دستوررہا کہ ہرزمانے میں ایسے بندے پیدا ہوتے رہےاورتا قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

انھیں بندوں اور بندیوں میں میری والدہ محترمہ ''بی بی انیسہ بنت محمداسماعیل طاہرا کھروری رحمۃ اللہ علیہا'' تھی۔اللہ تعالی نے آپ کے اندر ولیانہ صفات پیدا فرمائے تھے۔آپ بچپن ہی سے دینی مزاج اور نیک صفات کے حامل تھی۔آپ کی پیدائش مشماء محلّہ بھنڈے ہادس میں ہوئی۔ یہ بھٹکل کے



پرانے گھروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ گھر ابھی بھی موجود ہے۔آپ کے آباو جداد صاحب ثروت اورکھیت وباغات کے مالک تھے۔آپ کے والد کا نا اسماعیل طاہرہ ہے۔اوروالدہ کا نام بی بی ہاجرہ ائیکری تھا۔

والدہ محترمہ معتدل قد وقامت ،موزوں جسم،سفید رنگ،خوبصورت و نازک چہرہ،اعضاء جسم موزوں اور معتدل تھے۔اللہ تعالی نے چہرہ پر بڑی معصومیت اورخوبصورتی عطا فرمائی تھی، بات میں نہایت نرمی اورسلیقگی اور کشش تھی،اور آواز میں بھی نہایت نرمی کے ساتھ وزن تھا۔چلن نہایت مہذبانہ اور پر وقار تھا، اکثر خاموش رہتی،کبھی منھ کھول کر نہ ہنستی،ہمیشہ تبسم فرماتی، نہ بےہودہ باتیں کرتی، نہ بےکار چیزوں میں مشغول رہتی،عادات کے اعتبار سے نہایت ہی نفیس، گفتگو نہایت مہذب،سنجیدہ اورمتین،لب ولہجہ بالکل سادہ اور پروقار۔

والدہ محترمہ ایک باخلاق،فرشتہ صفت عورت تھی،آپ بڑی منکسرالمزاج ،سادگی پسند،صابر وشاکر،شریف ونجیب،پاک باز،اور پاک فکر تھی۔ جھوٹ،حسد،کینہ،غیبت،لڑائی جھگڑا،بغض وعداوت،وغیرہ جیسے مذموم صفات سے آپ کا دامن بے غبار تھا۔دشوارراہوں اورسخت مرحلوں میں بھی آپ کی

شرافت و پاکیزگی کا بھرم باقی رہا، آپ ان خوش بخت انسانوں میں سے تھی جن
کی زندگی، نور تقوی کا عنوان، جن کا وجود سایہ شجر کی طرح راحت جان تھی۔مر
حومہ اخلاق محمدی پر پوری اترتی تھی، اور اس کی ایک جھلک تھی، آپ کا نام
عزت واحترام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔

انسان کی ایک خوبی وخصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے خلاف سننے کی صلا
حیت رکھتا ہو۔اور سخت سے سخت بات برداشت کرتا ہو، مرحومہ اس معاملہ میں
بہت ہی ممتاز تھی، میں نے اس معاملے میں بہت ہی عالی ظرف اور عالی
ہمت پایا۔

واقفیت رکھنے والے اور آپ کے ساتھ نشت برخاست رکھنے والے
پورے حلقہ میں یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ والدمحترمہ نہایت کریم
النفس، بڑی شیریں اخلاق، نرم خو، نرم رو اور نرم گفتگو اور سادگی پسند تھی، جس پر
پہلی نظر پڑتے ہی قلب شہادت دیتا کہ مرحومہ کہ یہ فطرتاً معصوم ہیں، ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ ان میں ضرر پہونچانے کی صلاحیت ہی نہیں ہے، ایسی بے ضرر
خاتون کی اس خوبی یا کمزوری سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے تھے۔

والدمحترمہ نہایت متین و باوقار عورت تھی، تواضع واخلاق حمیدہ کی پیکر و



مجسم تھی، اس کے ساتھ پر شکوہ وباوقار بھی اس لئے تمام جاننے والے چاہے
دور کے ہوں یا قریب، دشمن ہو یا دوست ہر شخص ان کو عزت واحترام کی نگاہ سے
دیکھتا تھا۔اور ہر اہم معاملہ میں ان کی شرکت کو اعزاز وشرف سمجھا جاتا
تھا، نہایت ہی ہردلعزیز شخصیت کی مالک تھی۔

بعض مرتبہ ناسمجھ اور جاھل کی طرف سے کوئی سخت تبصرہ اور تنقید سنی
پڑتی تو وہ بڑی ہی عالی ظرفی اور کریم النفسی کے ساتھ اس کو سنتی اور برداشت
کرتی۔ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک عورت نے آپ کے متعلق ایک سخت ایسا جملہ
کہا جس کو ایک شریف انسان بھی نہیں سن سکتا اور جواب سے بھی کوئی شکوہ نہ
ہوتا لیکن اس ولی صفت خاتون نے اف تک نہیں کی خاموش سنی اور واپس
آئی۔اللہ تعالی نے حلم وبردباری کی خاص صفت سے نوازا تھا۔سخت سے سخت
موقعوں پر بھی اپنے اچھے اخلاق و وقار کا بھرم رکھتی، مشکلات اور ہموم وغموم کا
مقابلہ جس صبر واستقامت کے ساتھ کرتی تھی وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ضبط نفس
اور استقلال مزاجی میں آپ کی نظیر مشکل سے ملے گی۔

والدہ محترمہ ظاہر وباطن کی برائیوں سے پاک، خوش کردار، خوش
گفتار، پیشانی پر یقین کا خلوص، سنجیدہ، پر وقار، پر جمال، قریب بھی اس سے

معتقد، اغیار بھی معترف، آج کے زمانے میں عنقا، بہت سی انسانی خوبیوں کی پیکر، ہر قسم کی رعونت و کبر سے پاک تھی۔

قدرت نے ان کی شخصیت کے تمام خدو خال الگ رنگ میں بنائے تھے۔ اللہ تعالی نے مرحومہ کے اندر ایسی متعدد خصوصیتیں پیدا فرمائی تھیں جن کا ایک شخصیت میں جمع ہونا بہت مشکل سے ہوتا ہے۔ ان کا بڑا وصف جو امید ہے کہ ان کو آخرت میں مرتب علیا تک پہچائے گا وہ ان کا تسلیم و رضا کا معاملہ ہے، جو انھوں نے طویل مدت تک قائم رکھا اور کسی نے ان کی زبان سے کوئی حرف شکایت نہیں سنا، آخر میں ان کو متعدد اندرونی تکلیفوں سے سابقہ پڑا جن میں سے ہر تکلیف ایک صابر اور متحمل آدمی کو بھی مضطرب اور بے چین کر دینے کیلئے کافی ہے، بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کی اور کبھی بھی آپے سے باہر نہیں ہوئی، اسی کے ساتھ اس میں انھوں نے فرائض و ذکر و اذکار کی پابندی وغیرہ کو جاری رکھا، نہ ان کے چہرہ پر پریشانی و احتجاج کی کوئی شکن نمودار ہوئی نہ ان کی زبان پر پر شکوہ و شکایت کا کوئی حرف آتا، اللہ تعالی کی مشیت پر راضی برضا تھی۔

مزاج میں اللہ تعالی نے بڑی نفاست، لطافت و پاکیزگی رکھی تھی، لیکن



لباس بالکل سادہ، ہر معاملہ اور ہر کام میں اللہ تعالی نے بڑا سلیقہ عطا فرمایا تھا، پوری زندگی میں آپ نے کسی سے جھگڑا نہیں کی، جب کہ مرحومہ کو مختلف قسم کے لوگوں اور مختلف قسم کے خاندانوں کے ساتھ رہنے کا موقع ملا، اور ہر شخص سے واسطہ پڑتا تھا لیکن ان کی کرامت یا حسن اخلاق کی بلندی کہیں زندگی بھر کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کی، اسی خوبی کی وجہ سے آج تک کبھی کسی کی زبان سے کوئی تنقیدی یا تنقصی جملہ ابھی تک سننے میں نہ آیا، ہر جاننے والا آپ کے متعلق سوائے تعریفی کلمات اور حسن اخلاق کے ذکر کے علاوہ ذرا برابر بھی منفی ذکر نہیں کرتا، اللہ تعالی نے اعلی درجہ کے صفات مرحومہ میں پیدا فرمائے تھے۔ نہایت ہی ملنسار جن کا مد مقابل دور حاضر میں مشکل سے نظر آئے گا۔ ہر کام نہایت ہی خوش دلی اور بڑی دلچسپی کے ساتھ انجام دیتی، سستی و کاہلی کا اس خاتون میں نام و نشان نہیں آتا تھا۔

مرحومہ میں اللہ تعالی نے مربیانہ اور انتظامی صلاحیت بھی رکھی تھی۔ اس میں ان کو اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ گھر کا کام و کاج بڑی سلیقگی کے ساتھ صرف تنہا انجام دیتی تھی، اللہ تعالی نے ان نیک صفات کی بدولت وقت میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی، مختصر وقت میں کئی کئی کام تنہا انجام دیتی، ساتھ ساتھ بچوں

کی دیکھ بھال بھی بڑی خوش دلی سے کرتی، حسن انتظام اور حسن تربیت وکام
میں لیاقت اور سلیقگی سے بہت سی عورتیں ان پر رشک اور تعریف کرتی تھی، اور
میں نے اپنے کانوں سے اور بعض دوسرے حضرات سے سنا بعض حضرات یہ تمنا
کرتے کہ مجھے بھی ان جیسی صفات سے متصف خاتون بیوی نصیب ہو، بڑی
خوبیوں کی مالک تھی۔ تربیت کے دوران نرمی اور سختی دونوں کا سہارا لیتی، سختی کے
موقعوں پر سختی کرتی، نرمی و پیار کے موقعوں پر نرمی اور محبت کرتی تھی۔

مرحومہ بڑی عبادت گزار عورت تھی، نماز بڑی اطمینان وسکون کے ساتھ
ادا کرتی، کام وکاج کے باوجود عبادت بھی بڑے سکون کے ساتھ عبادت سمجھ کر
پڑھتی تھی، نماز کے سلسلہ میں یہ حال تھا اگر کوئی دوسری خاتون آپ کے ساتھ
نماز کے لئے کھڑی ہوتی تو اس کی نماز ختم ہوکر وہ فارغ ہوکر لمبا وقفہ ہوتا مگر
آپ بڑے انہماک سے نماز پڑہتی رہتی، اگلی پچھلی سنتوں کو بڑے پابندی کے
ساتھ ادا کرتی تھی، ذکر واذکار کی ہمیشہ پابند رہی، جو بھی ذکر کسی خاص معاملہ
میں پڑھنے کے لئے کہا جاتا اس کو پابندی کے ساتھ آخری لمحہ تک جای
رکھا۔ قرآن کی تلاوت کا ہمیشہ معمول رہا، مشغولی کے باوجود تلاوت کا ہمیشہ
معمول رہا۔



والدہ محترمہ نہ اعلی تعلیم یافتہ تھی، نہ نہایت ذہین تھی، لیکن تعلیم کا معیار اتنا
بلند تھا اور ان کی صلاحیت اتنی پختہ تھی آج کل کی بڑی بڑی تعلیم یافتہ اور ڈگریاں
حاصل کرنے والی سے کچھ کم نہ تھی، اس کا تجربہ اکثر ہوتا تھا۔ اسی کے ساتھ اللہ
تعالی نے خطاطی کا ہنر بھی عطا فرمایا تھا۔ رسم الخط نہایت ہی عمدہ تھا۔ اسی وجہ سے
بعض غیر تعلیم یافتہ عورتیں اکثر ان کے پاس خط وکتابت کے لئے آتی
تھی، اپنے شوہروں کو ان کے ہاتھ سے خط لکھاتی تھی، اور مرحومہ بڑی خوشی اور د
لچسپی کے ساتھ ان کی یہ خدمت کرتی اور یہ سلسلہ کئے سالوں تک جاری
رہا، لیکن آج تک اس نیک صفت خاتون نے ذرا برابر کسی طرح کا انکار کیا، اور
نے آج تک ان کے رازوں کو فاش کیا، مرحومہ بڑے امانتداری کے ساتھ یہ کا
م انجام دیتی، اسی بناء پر وہ تمام عورتیں آج تک ان کی یاد بڑے ہی اچھے
انداز میں کرتی ہیں۔

والدہ محترمہ بڑی امانت دار تھی۔ آپس کے لین دین کے معاملوں میں جو
اخلاقی جوہر مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ دیانتداری وامانت ہے، اس سے
مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے روزمرہ کے معاملات انفرادی ہو یا معاشرتی اما
نتداری کا پہلو ہمیشہ باقی رہے۔ والدمحترمہ اس پہلو میں بھی نہایت غایت درجہ

عمل پیراہ تھی، ہر چیز کا حساب و کتاب محفوظ رکھتی، دوسروں کی امانت اور ان کے حساب وکتاب کے لئے ایک مستقل رجسٹر تھا اس میں ان تماموں کے حساب کولکھتی تھی۔ بڑی امانتدار اور وفا شعاری تھی، اللہ تعالی نے اس پہلو میں بھی نہایت ہی اعلی درجہ عطا فرمایا تھا۔

اوصاف کریمہ اور اوصاف حمیدہ میں مہمان نوازی بھی ایک اچھی صفت ہے۔اللہ تعالی نے والدہ مرحومہ کو بھی اس صفت خاص سے نوازا تھا۔ ہر شخص کی مہمان نوازی کرتی تھی، اس میں کسی طرح کا فرق کوئی نہیں کرتی تھی۔ جو بھی آتا قریب کا ہو یا دور کا کسی غرض سے آئے آپ ضرور اس کی خاطر تواضع کرتی تھی۔ بڑی شیریں زبان تھی۔ بات میں کشش تھی اسی لئے آپ کی صرف ملاقات کی غرض سے جاننے والے تشریف لاتے تھے۔اللہ تعالی بڑی محبوبیت عطا فرمائی تھی۔



## والدہ محترمہ کی چند نمایاں اوصاف وخصوصیات

۱)والدہ محترمہ کی سب سے امتیازی اور بڑی خصوصیت تواضع وانکساری تھی۔ مرحومہ نہایت غایت درجہ کی متواضع خاتون تھی، بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی منکسر المزاج، متواضع خاتون خال خال ملے گی، مرحومہ کبھی بھی اپنے آپ کو دوسروں سے برتر رکھنے کی کوشش نہیں کی، اور نہ کسی کو برتر سمجھا، آپ کی ہر بات اور ہر ادا سے اس حقیقت کا ظہور معلوم ہوتا تھا، تواضع اور انکساری میں مرحومہ کو اعلی درجہ حاصل تھا۔ مرحومہ اپنے آپ کو عاجز سے عاجز مخلوق سمجھتی تھی۔

۲) والدہ محترمہ کی دوسری امتیازی خصوصیت اور وصف سادگی و بے تکلفی ہے۔ مرحومہ میں یہ صفت بھی غایت درجہ موجود تھی۔ مرحومہ کی ہر ادا سے یہ شان جلوہ گر تھی، طعام، کلام، منام، غرض ہر حالت میں پر یہ آیت کریمہ ''ما انا من المتکلفین'' پورے طور پر صادق آتی تھی، نہایت ہی سادگی پسند ہر قسم کے تکلفات سے پاک تھی۔

۳)والدہ محترمہ کی تیسری خصوصیت اور وصف، قناعت تھی۔ مرحومہ نہایت ہی قناعت پسند تھی، اللہ تعالی جو کچھ بھی میسر فرماتا اس پر نہایت خوش دلی سے راضی اور قانع رہتی، کسی قسم کا شکوہ نہیں کرتی۔

۴) جھگڑے سے دوری۔ انسان کی زندگی ایک سمندر کے مانند ہے۔اس میں
اتار چڑھاؤ ہر قسم کے حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔کبھی غم،کبھی خوشی،کبھی
بیماری،کبھی صحت،کبھی غصہ،کبھی جھگڑا،اونچ،نیچ وغیرہ مختلف حالات سے گزرنا
پڑتا ہے۔ہر قسم کے انسان سے واسطہ پڑتا ہے۔والدہ محترمہ کی یہ اعلی درجہ کی
صفت تھی پوری زندگی میں کبھی کسی سے جھگڑانہیں کی۔

والدہ محترمہ کی ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی پوری زندگی میں کبھی کسی سے جھگڑانہیں
کی اور نہ کسی کے ساتھ الجھی۔

۵) ہر دلعزیزی۔یہ بھی انسان کے لئے نہایت ہی مشکل ہے کہ چاہے وہ مرد ہو
یا عورت،مرد کے بہ نسبت عورت فتنے وفساد کا زیادہ باعث ہوتی ہے،لیکن
اللہ تعالی نے والدہ محترمہ کو سب کی نگاہ میں محبوب بنایا تھا،ہر شخص اس کے
متعلق اچھے صفات اور اس کی خوبی بیان کرتا،لیکن کوئی بھی شخص ان کے متعلق
کوئی برائی کا تذکرہ نہیں کرتا،اللہ تعالی والدہ محترمہ کو غیر معمولی مقبولیت اور محبو
بیت سے نوازہ تھا۔مرحومہ پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ان الذین آمنوا وعمل
الصلحت سیجعل الرحمٰن ودا۔

۶) والدہ محترمہ کی چھٹی خصوصیت ووصف۔صبر واستقامت اور ضبط نفس۔صبر بر



مصائب یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ نیک لوگوں پر مصیبتیں زیادہ آتی ہیں
بخاری میں ہے کہ من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ (جس شخص سے اللہ تعالی بھلائی کا
ارادہ کرتا ہے وہ اس بھلائی کے حصول کے واسطے مصیبت زدہ ہو جا ہے)اس
لئے مصائب صبر واستقامت کی تعلیم وتاکید ہے۔والدہ محترمہ میں یہ شان اس
قدر ممتاز طور پر نمایاں تھی کہ ایک قسم کا خرق عادت نظر آتا تھا۔کئی ایک سالوں
سے آپ کو سرطان کی بیماری تھی اور اس کا اس قدر تکلیف لاحق ہوتی تھی،اکثر مو
قعوں پر اتنی تکلیف ہوتی تھی مگر کبھی بھی ذرا برابر آہ وبکاہ کا شائبہ بھی نظر نہیں
آتا تھا،یا آپے سے باہر ہو جاتی،نہایت ہی صبر اور ضبط نفس کے ساتھ اس کو بر
داشت کرتی تھی،یہ بھی انسان کی بہت بڑی خوبی ہے،مرحومہ میں یہ خوبی انتہائی
درجہ میں پائی جاتی تھی۔

۷) مرحومہ کی ساتویں خصوصیت ووصف اخلاص وللّٰہیت تھا۔سیرت وکردار کا
اہم پہلو جذبہ اخلاص وللّٰہیت ہے۔مرحومہ ہر کام اللہ کے لئے کرتی تھی،کسی
غرض سے کوئی کام نہیں کرتی تھی،نہ کبھی مفاد پرست بنی۔

۸) مرحومہ کی اٹھویں خصوصیت۔اجتناب از غیبت وغیرہ۔مرحومہ
،غیبت،کینہ،حسد،دشمنی وعداوت،انتقام کا جذبہ ودیگر اخلاق ذمیمہ سے جس

قدر مرحومہ کو برائت نصیب تھی، وہ زمانہ حال میں بہت کم لوگوں میں دیکھی گئی، مگر مرحومہ ان سب بیماریوں سے مکمل طور پر محفوظ تھی۔

۹) مرحومہ کی نویں خصوصیت ووصف: عفوودرگذر۔ اخلاق کی سب سے بھاری اور دشوار ترین تعلیم جو اکثر نفوس پر نہایت ہی شاق گذرتی ہے وہ عفو ودرگذر، ضبط نفس، تحمل اور برداشت ہے، والدمحترمہ کے اندر یہ صفت اعلی درجہ پائی جاتی تھی، عفو ودرگذر ہمیشہ آپ کا شیواہ رہا ہے، جو بھی اگر آپ سے زیادتی کرتا آپ اس کو معاف فرماتی اور اس کا تذکرہ بھی زبان پر نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالی یہ صفت اعلی درجہ کی پائی جاتی تھی۔

۱۰) مرحومہ کی دسویں خصوصیت۔ سستی وکاہلی کا نہ ہونا ہے، مرحومہ کے اندر سستی وکاہلی بالکل نہ ہونے کے برابر تھی، پوری زندگی میں مرحومہ کی کسی ہیئت اور حالت سے سستی کا ظہور نہ ہوتا تھا، ہمہ وقت عبادت سے لے کر زندگی کی ضروریات اور گھریلوے کام کاج کے انجام میں سستی وکاہلی کبھی مانع نہیں بنی۔ اسی سستی وکاہلی بہت سارے عبادات وزندگی کے ہر کام کاج کے انجام دینے میں مانع بنتی ہے اور آدمی بہت سارے خیر وبرکات کے حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور زندگی کے ہر مرحلے میں (خصوصا عبادات میں



فرائض، سنن وآداب کے بجالانے میں ہو ہر حالت میں میں نے مرحومہ کی زبان یا کسی عمل سے یا اشارۃ یا کنایۃ یا کسی ہیئت سے سستی وکاہلی کا اظہار ہوا ہو نہیں دیکھا یا محسوس کیا، ہر وقت چست چابندرہتی اور ہر کام کے لئے بالکل تیار رہتی، اللہ تعالی نے مرحومہ کے اندر ایسی متعدد خصوصیات وصفات اعلی درجہ کی عطا فرمائی تھی جو ایک انسان کے اندر جمع ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ ایسی جامع الصفات شخصیات بہت ہی کم ہوا کرتی ہے۔ بے ایک وقت عبادت گزار، اعلی اخلاق سے متصف، اعلی درجے کی منتظمہ ومربی، ہر دلعزیز لوگوں کی نگاہ میں محبوب حتی کے محبوبیت کا یہ عالم غیر مسلم عورتوں کی نگاہ میں بھی محبوب اور ان کی اچھے اخلاق کی معترف، دل ودماغ ہر قسم کے گندے خیالات سے پاک بلکے اس کا پھیر بھی دل سے نہیں گزرتا ہے، دوسروں کی ہمدرد اور فکر رکھنے والی، بے ضرر اور دوسروں کے لئے راحت، نہایت ہی متواضع، قناعت پسند، اس کے علاوہ بہت سی صفات حمیدہ سے بھرپور ولی صفت خاتون اس زمانے میں بہت ہی مشکل سے ملے گی۔ اس کے ساتھ والدہ محترمہ کو عزیم المرتبت مصلح وقت عارف باللہ حضرت الحاج ڈاکٹر ملپا علی صاحب مدظلہ (سرپرست، بانی، صدر واولین ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل وخلیفہ حضرت شاہ

ابرالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ) کی بہو بننے کا بھی شرف حاصل رہا ،ایسی
بابرکت شخصیت جو پورے ساحلی علاقہ کی تاریخ میں بہت کم پیدا ہوئی ہیں ،جن
سے اللہ تعالی نے ایسا زبردست کام لیا جو پوری ساحلی پٹی کی تاریخ میں اس کی
نظیر نہیں ملتی ۔ایسی بابرکت شخصیت کی بہو بننا بھی بہت ہی بڑا اشرف ہے، پھر
والدمحترم استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب جامعی قاسمی مدظلہ ( بانی
نشأۃ ثانیہ جامعہ اسلامیہ بھٹکل وسابق استاذ ومہتمم ونائب ناظم جامعہ اسلامیہ
بھٹکل ) جیسی عالم جلیل اور جامع الصفات شخصیت کی بیوی بننے کا بھی شرف
حاصل رہا، اللہ تعالی یہ شرف بہت ہی کم لوگوں کو عطا فرماتا ہے ۔ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء ۔اللہ تعالی مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان صفات کو ہر
انسان اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

## مربی کی بنیادی صفات

عالم آب وگل میں والدین اور اولاد کا جتنا قوی ،مضبوط اور قریبی تعلق
ہے، اتنا کسی اور کا نہیں ،ایک انسان جب عالم فانی میں قدم رکھتا ہے، تو سب
سے پہلے اس کے والدین اور اہل خانہ اس کا استقبال کرتے ہیں ، انہی کے زیر
سایہ وہ پلتا ، بڑھتا اور پروان چڑھتا ہے، یہی اس کے اچھے اور برے ذمہ دار ہو



تے ہیں،جس ماحول اور معاشرہ میں ان کو رکھتے ہیں،اسی میں رنگ جاتا
ہے،جس انداز کی تربیت کرتے ہیں اسے قبول کرتا ہے اگر اچھی تربیت کی
گئی،آداب زندگی سکھلائے گئے تو ایک بااخلاق و باکردار انسان بنتا
ہے،ورنہ حیوانیت کے دلدل میں پھنس جاتا ہے اور وہ والدین کے لئے
مصیبت بلکہ پورے معاشرے کے لئے وبال بن جاتا ہے۔مگر ظاہر ہے کہ
آداب زندگی سکھلانے اور اعلی اسلامی تربیت سے مزین کرنے کے لئے
ضروری ہے کہ مربی خود آداب زندگی کا حامل اور اصول تربیت سے واقف
ہو۔اس لئے ذیل میں ان بنیادی صفات اور اصول تربیت کو ذکر کیا جارہا ہے
جن کا ایک مربی کے اندر پایا جانا اور جن سے واقف ہونا ضروری ہے۔

ا۔اخلاص: مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت درست رکھے اور تربیت
صرف اللہ رب العزت کی رضا جوئی وخوشنودی کے لئے کرے۔

۲۔تقوی: مربی کے لئے ضروری ہے کہ تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرے ان
تمام امور سے اجتناب کرے،شریعت حقہ نے جن سے منع کیا ہے اور ان پر
مواظبت کرے، جن کے کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے کہ اگر مربی متقی و پرہیز
گار نہ ہو، معاملات وکردار میں اسلامی طور طریقوں پر پابند نہ ہو، تو لازمی طور پر

بچہ آزاد وبے راہ روی کی ڈگر پر چل پڑے گا اور گمراہی وضلالت کی وادی میں بھٹک جائے گا۔اب مربی کے لئے ہم چند اصول تربیت سے واقفیت کراتے ہیں جس کو مدنظر رکھ کر اولاد کی صحیح تربیت کر سکتے ہیں۔اور اپنے نونہالوں کو ایک حقیقی انسان بنانے کے لئے یہ معین ومددگار ثابت ہوں گے۔

بچوں کی اصلاح وتربیت کے تئیں ایک مربی کو ان اسباب وعوامل پر خصوصی توجہ رکھنی چاہئے،جن سے بچے کے اخلاق وعادات خراب ہو سکتے ہیں اور بے راہ روی پیدا ہوسکتی ہے مثلا:

۱۔بری صحبت:رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے''**الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخال**''(ترمذی)

یعنی آدمی اپنے دوست کے خیالات سے متاثر ہوتا ہے،اس کے طور طریقے کو اپناتا ہے اور اس پر چلتا ہے،اس لئے اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستی قائم کررہا ہے۔

معلوم ہوا کہ انسان اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے،اچھے ماحول میں رہے گا،صلحاء واتقیاء کے پاس اپنی نشست برخاست رکھے گا تو صلاح اور تقوی کو اپنائے گا۔خراب وبرباد اور جرائم پیشہ لوگوں کے پاس اپنی



نشست برخاست رکھے گا تو برے راستہ پر چل پڑے گا۔اسی لئے بری صحبت سے بچنے کی تاکید کی گئی۔مربی کو چاہئے کہ ااپنے بچوں پر نظر رکھے اور اس کو بازاری لوگوں کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ تعلقات رکھنے سے دور رکھے۔

۲۔ٹی وی،سینما،ناول وغیرہ

موجودہ دور میں بچوں اور نوعمروں کے اخلاق وکردار کو خراب کرنے والی سب سے خطرناک چیزیں ٹی وی،سینما،گانے کی کیسٹیں،فحش ناول،فحش سٹڑی وغیرہ ہیں۔یہ سب چیزیں کس قدر خراب کرنے والی ہیں۔ان سب چیزوں سے بچوں کو محفوظ رکھے،ان کی سختی کے ساتھ نگرانی کرے۔یہ ایمان کے لئے ٹی بی اور مہلک امراض ہیں اور یہ پورے معاشرے کو گندا کر کے رکھ دیا ہے،شراب نوشی،زناکاری،محاشی،عیاشی،چوری،ڈکیتی آج کل بچے انہی سے سیکھ رہے ہیں۔اس لئے مربی حضرات اپنے گھروں کو ان مخرب اخلاق چیزوں سے پاک کریں،ورنہ ان گھروں میں پرورش پانے والے بچے نہ تو گھر والوں کے ہوں گے اور نہ ہی معاشرہ کے اللہ تعالی ہمیں بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

۳۔نامناسب برتاؤ:

بعض حضرات بچوں پر بے جا بغیر ضرورت کے سختی کا برتاؤ کرتے ہیں۔اس کی وجہ سے بچہ سرکش اور ضدی، بے حیا ہوتا ہے۔اس کی طبیعت میں سختی اور بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے۔اس سے فائدہ کم نقصان زیادہ ہو جاتا ہے۔اس لئے بہت ہی نرمی کا معاملہ کریں۔

۴۔حلم و بردباری: حلم و بردباری کے وجہ سے بچہ اپنے مربی کی طرف مائل ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ اپنے مربی کے ارشادات پر لبیک کہتا ہے مگر اس سے مراد یہ نہیں کہ مربی بچہ کی تربیت کیلئے ہمیشہ حلم و نرمی اختیار کرے، بلکہ مراد یہ ہے کہ بچوں کی اصلاح میں اپنے اوپر قابو رکھے اور مناسب حالات میں وہ طریقہ اختیار کرے جو اس کے لئے مناسب ہو، اس لئے بچوں کی تربیت میں نرمی اور سختی دونوں اختیار کرنی چاہیے، نہ بالکل نرمی اختیار کریں اور نہ و بالکل سختی اختیار کریں۔

۵۔ذمہ داری کا احساس:

یعنی مربی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے، تاکہ وہ مکمل طور پر بچے کی دیکھ بھال اور نگرانی رکھے اگر مربی نے اس ذمہ داری کے احساس میں غفلت برتی



تو خطرہ ہے کہ بچہ غلط راہ پر چل پڑے۔

۶۔جھوٹ سے اجتناب

جھوٹ بولنا ایک انتہائی قبیح اور بری عادت ہے، بہت سی برائیوں کی جڑ اور اس کو جنم لیتی ہے۔جس کے نتیجے میں انسان، مستحق نار ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے قرآن و حدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس لئے ہر قسم کی بری عادت سے بچوں کو روکھے اور ابھی ہی سے اس کی فکر کریں۔

۷۔سخاوت

بخل ایک انتہائی بری خصلت ہے، جس سے بخیل کے بچے ، بیوی بھی نفرت کرتے ہیں، جب کہ سخاوت ایک ایسی صفت ہے کہ یہ دوسروں کو بھی محبت پر آمادہ کر دیتی ہے۔اس لئے خود بھی سخی ہوں اور بچوں کو بھی اس عادت سے روشناس کرائے۔

۸۔حسن اخلاق

انسان کی شخصیت کو ابھارنے اور بلند کرنے میں حسن اخلاق کا اہم کردار ہے، یہ ایسی صفت ہے جو دشمنوں کو بھی گرویدہ بنا دیتی ہے جب کہ بدخلقی سے اپنے بھی بیاگانے ہو جاتے ہیں، اس لئے مربی پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کے

ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، تاکہ بچے ان سے مانوس رہیں اور ان کے دل کے اندر بھی اچھی خصلتیں جاگزیں ہو جائیں، احادیث نبوی میں حسن اخلاق کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن شئی اثقل فی المیزان من حسن الخلق۔

(روزحساب) میزان میں حسن خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔

## ۹۔بدزبانی اورفحش گوئی

یہ ایک انتہائی قبیح و بری حرکت ہے، فحش گو اور بدزبان شخص لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، اس سے ملنے جلنے سے لوگ پرہیز کرتے ہیں، بچوں میں یہ چیزیں بڑوں سے منتقل ہوتی ہیں۔ بڑے آپس میں گالی گلوج اور فحش گوئی کرتے ہیں بچے ان سے سبق لیتے ہیں۔اس لئے مربی پر لازم ہے کہ جہاں بچوں کو ایسی بری عادتوں سے بچائے وہیں خود بھی مکمل پرہیز کرے، بچے کے سامنے کوئی بری بات نہ بولے۔

## ۱۰۔اخلاقی تربیت:

والدین کو چاہیے بچوں کو تعلیم سے زیادہ اخلاقی تربیت پر زور دیں، پہلے دینی



تعلیم سے آراستہ کریں اور اس کے اخلاق کی فکر کریں ورنہ بچہ اعلی تعلیم کے باوجود گھر اور معاشرے کے لئے وبال بن جائے گا اور اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہوجائے گی، اس لئے سب سے پہلے اخلاق اور دینی تعلیم سے مکمل طور پر آراستہ کرنے کی فکر کرنی چاہیں، دنیاوآخرت میں کام آنے والی یہی دونوں چیزیں ہیں۔

آزمائشوں کے گھٹاٹوپ سمندرکو پارکرنے والی کشتی

کتنی انسانی زندگیاں دردالم، رنج وغم سے تعبیر ہیں، جنہیں دوسرے لوگوں سے چھپانا ناممکن ہے، مصیبت وآفت آزمائش وابتلاء کی گھنگھورگھٹائیں حیات انسانی میں آتی رہتی ہیں، ایسی کڑی گھڑی میں انسان اپنے خالق کے اس فرمان کا مجسمہ بن جاتا ہے ''ان اللہ مع الصابرین'' (البقرہ:۱۵۳) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر انسان وفاشعار درد غم کو چھپاتا ہے اور قابو پانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنے رب کا عطا کردہ سکون واطمینان محسوس کرتا ہے، اور تمام مخلوق سے کنارہ کش ہوکر اللہ تعالی کے حضور میں تضرع و الحاح رجوع ومناجات میں مشغول ہوجاتا ہے۔

ایسی نفوس قدسیہ جن کی طبیعت ثانیہ صبرو برداشت مہر ووفا بن جاتی

ہےاور جناب حق مجدہ کے در پر سراپا عبدیت وغلامی اوراظہار بے کلی
وبے چینی فطرت بن گئی ہے انہیں اللہ تعالی کی طرف سے عظیم بشارت دی گئی
ہے۔

## مصیبت زدہ لوگوں کے لئے خوش خبری

مصیبت زدہ لوگوں کے لئے خوش خبری ہے۔کیوں کہ اللہ تعالی جنت
الفردوس میں ان کوان الفاظ سے مخاطب فرمائیں گے''سلام علیکم بما صبرتم فنعم
عقبی الدار'' (الرعد:۲۴) تمہارے صبر کرنے کے بدلے میں تم پر سلامتی ہو، کیا
خوب ہے عاقبت کا گھر) اور حقیقت یہ ہے جب اللہ تعالی کسی کوئی چیز سلب
کرتے ہیں تو اس سے بہتر بدلہ ضرور عطا فرماتے ہیں۔''اولئک علیھم صلوۃ
من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون'' (البقرہ:۱۵۷) ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی
عنایتیں اور مہربانی ہے اور یہی لوگ ہدایت تافتہ ہیں) اللہ تعالی اہل
ایمان کوایمان کے بقدر آزماتا ہے جن ایمان قوی ہوتا ہے وہ سخت آزمائشوں
سے دوچار ہوتے ہیں، جن کا ایمان کمزور ہوتا ہے ان کو ہلکی پھلکی آزمائشوں کا
سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جب اللہ کے مخلص بندے پیش آمدہ حوادث کے انبار، مصائب کے
پہاڑ کو صبر وتحمل تریاق سے اپنے حق میں نافع ومفید بنالیتے ہیں تو وہ نقصان
سے زیادہ نفع کمالیتے ہیں، صبر کے ذریعہ انہیں توکل علی اللہ، شکر، اللہ پر کامل
بھروسہ، مکمل یقین، حسن ظن، اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہنے جیسے رفیع وعالی
مقامات ودرجات حاصل ہوتے ہیں، جب یہ کیفیات ان کے دلوں میں
جاگزیر اور طبیعتوں میں رچ بس جاتی ہیں، تو مصیبت عطیہ ربانی، آزمائش
رحمانی بخشش بن جاتی ہے، اور سارے جانکاہ حادثے قدرت کے عطا کردہ
ایواڑ اور تمغے بن جاتے ہیں۔

والدہ محترمہ ہمیشہ صحت منداور چست رہی، لیکن انتقال سے چند سال
پہلے اچانک سینہ پر ایک گلٹی آئی تو علاج شروع کیا گیا، مستقل طور پر علاج
برابر جاری رہا، لیکن جوں جوں علاج کیا گیا مرض بڑھتا گیا، پھر اعلی طریقہ پر
علاج کیا گیا، اور مرض کی تشخیص کی گئی تو جانچ کرنے پر معلوم ہوا کہ سرطان کی
بیماری لاحق ہوئی ہے، پھر طرح طرح کے علاج کے طریقے اپنائے گئے، مستقل
علاج جاری رہا، چندمدت میں تھوڑا بہت فائدہ نظر آیا، پھر آچانک اسی مرض
دوبارہ لوٹ آیا، طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کی، مرض بڑھتا گیا، مختلف
بیماریوں کا حملہ ہوا، جوں جوں دن گزرتے گئے بیماری میں شدت بڑھی گئی، درد

والم میں شدت آتی گئی، بالآخر دوپہر تین بجے روح عالم بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تدفین رات بعد نماز عشاء عمل میں آئی، جنازے میں کثیر تعداد شرکت کی، عین جنازہ سپرد خاک کرتے وقت آسمان شبنم آفشانی کی، اللہ تعالی مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

اللہ تعالی کا یہ دستور جاری رہے گا لوگ آتے رہیں گے اور بحکم رب رخصت ہوتے رہیں گے صبح وشام زندگی اور موت کے ہزاروں منظر آنکھیں دیکھتی ہیں مگر کتنے حادثات ہیں جن پر چند آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، کتنی اموات ہیں جو پر رویا جاتا اور دل میں درد محسوس کیا جاتا ہے لیکن کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے جانے کو ہر شخص محسوس کرتا ہے اور جن کی جدائی کا درد ہر دل میں پیدا ہوتا ہے۔ والدہ محترمہ انہیں ہی لوگوں میں تھی جن کی جدائی کا ہر شخص تذکرہ کرتا ہے اوران کی کمی کو محسوس کرتا ہے۔ جن کی جدائی پر آسمان شبنم آفشانی ہوا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

الغرض اللہ تعالی نے مرحومہ کو جلد اپنے پاس بلالیا، اور مرحومہ لبیک کہتی ہوئی اپنے سینہ میں تمام حسرتوں کے ساتھ دار بقا کی طرف کوچ کرگئی۔ مرحومہ کی ایک ایک عادت قابل نمونہ تھی، ان کی سادگی قابل رشک، ان کی تواضع قابل رشک، ان کی قناعت قابل رشک، ان کی ہر دلعزیزی قابل رشک، ان کا اخلاص قابل رشک، ان کی امانتداری قابل رشک، ان کے اعلی اخلاق قابل رشک، ان کا حلم وبردباری قابل رشک، غرض اعلی صفات اور اخلاق حمیدہ کی مجسم تھی، اس لئے اچھے اخلاق اور اعلی صفات پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ حقیقی انسان بنے اس لئے کہ اچھے اخلاق اور اعلی صفات سے ہی انسان بڑا بنتا ہے اور اس کی قیمت بڑھتی ہے نہ کہ مال وزر اور ڈگریوں اور عھدوں سے اس سے انسان بڑا نہیں بنتا، انسان اچھے اخلاق اور اعلی صفات کا نام ہے، والدہ محترمہ ہم کو یہ پیغام دیتی ہے کہ انسان اپنے اندر اعلی صفات تقوی وپرہیزگاری اختیار کرے، اگرچہ اس کے انداعلی تعلیم نہ ہو لیکن اگر کوئی انسان اپنے اندر اچھے اخلاق اور اعلی صفات پیدا کرے تو اس کی دونوں جگہ عزت ہوگی اور اس کا خاص مقام ہوگا۔ اللہ تعالی ہم کو بھی اپنے اندر اعلی صفات پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین